ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3, 2023

امام زہری کا ارسال اور اس کا اثر: تجزیاتی جائزہ

محمد عمر

پی ایچ ڈی اسکالر

ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Abstract: *This paper offers an analytical review of the irsaal (the practice of narrating Hadith without mentioning the immediate source) as employed by Imam Muhammad ibn Muslim ibn Ubaidullah al-Zuhri, a seminal figure in Islamic scholarship. Imam Zuhri's contributions to the collection and transmission of Hadith are highly regarded, but his practice of irsaal has sparked significant scholarly debate. This study examines the implications of irsaal in the context of Hadith authenticity, focusing on how Imam Zuhri's practices have influenced the reliability and acceptance of the narrations he transmitted. By drawing on classical Hadith literature and modern scholarship, the paper seeks to provide a nuanced understanding of the role of irsaal in Hadith sciences and its specific application by Imam Zuhri. The analysis also addresses the broader impact of irsaal on the methodology of Hadith transmission, highlighting both the strengths and potential challenges posed by this practice. The study explores the historical context in which Imam Zuhri operated, shedding light on the factors that may have led him to adopt the practice of irsaal. It further analyzes the criteria and circumstances under which Imam Zuhri employed irsaal, investigating whether this practice was a matter of necessity, methodological preference, or a reflection of the oral tradition prevalent during his time. Additionally, the paper evaluates the impact of irsaal on the broader field of Hadith studies, particularly in terms of its effect on the grading of narrators and the acceptance of Hadith. By examining the reception of Imam Zuhri's irsaal among his contemporaries and later scholars, the study provides insights into the varying degrees of trust placed in his narrations across different schools of thought. The analysis also considers how Imam Zuhri's irsaal has influenced subsequent Hadith compilation efforts and the methodologies employed by later scholars. The paper concludes by reflecting on the enduring relevance of irsaal in contemporary Hadith criticism, offering a balanced assessment of its strengths and potential drawbacks in the pursuit of authentic Islamic knowledge*

Keywords: Irsaal, Imam Zuhri, Hadith transmission, Islamic scholarship, Narrator reliability, Hadith sciences, Isnad (chain of narrators), Islamic history, Hadith criticism, Analytical review

علامہ تمنا عمادی لکھتے ہیں:

ابن شہاب زہریؒ ارسال کے بہت خوگر تھے۔ یعنی درمیان سے اپنے اصل شیخ کا نام چھوڑ کر اپنے شیخ کے شیخ سے بلاواسطہ اس طرح روایت کرتے تھے کہ سننے والا یہ سمجھے کہ انہوں نے خود فلاں شخص سے سنا ہے اور اس میں اس قدر مشاق تھے کہ جس سے ملاقات تک نہیں ہوتی تھی اس سے بھی اس طرح روایت کرتے تھے کہ معلوم ہو کہ خود اس سے انہوں نے سنا ہے، یہاں تک کہ جس کی وفات کے وقت یہ کم سن تھے اس سے بھی یہ اسی طرح روایت کرتے ہیں بلکہ جس کی وفات کے برسوں بعد پیدا ہوئے اس سے بھی حدثنا فلاں کہہ کر حدیث بیان کر دیتے ہیں۔[1]

مزید لکھتے ہیں:

---

[1] عمادی، تمناء امام زہری و امام طبری، تصویر کا دوسرا رخ: (ص130)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3, 2023

زہری کی مرسلات بمنزلہ ریح ہیں: ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ترجمہ زہری میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید جو مشہور محدث اور امام فن رجال تھے کہا کرتے تھے کہ "فمرسلاته بمنزلة الريح" یعنی زہری کی مرسل روایتیں بمنزلہ ریح ہیں اور آپ کو معلوم ہو چکا کہ زہری ارسال کے ایسے خوگر تھے کہ ان کی متصل حدیثوں پر بھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی مرسل ہوں الا ماشاء اللہ۔

زہری کا ارسال سخت خطرناک ارسال تھا: امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں ترجمہ زہری میں لکھتے ہیں کہ ابو قدامہ سرخسی یحیی بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ زہری کی مرسلات تمام مرسلات سے بدتر ہیں کیونکہ وہ حافظ حدیث تھے۔ ان کو اس کی قدرت تھی کہ ہر راوی کا نام بتادیتے وہ وہیں پر کسی راوی کا نام بیان نہیں کرتے جہاں وہ اس کا نام لینا مناسب نہیں سمجھتے تھے، یعنی یہ سمجھ کر اصل رادی کا نام کھا جاتے تھے کہ یہ ہے غیر معتبر لوگ اس کی حقیقت سے واقف ہیں اگر اس کا نام ظاہر کر دیں گے تو پھر یہ روایت قابل تسلیم نہ ٹھہر سکے گی اس لیے درمیان سلسلہ استاد سے وہ اس مجروح راوی کا نام چھوڑ کر روایت کرتے تھے۔ یہ تو میں مفصل لکھ چکا ہوں کہ ان کی مسند و متصل روایتوں کے اسناد و اتصال پر بھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ جس سے ان کی لقاء و سماع ثابت ہے یہ اس سے بھی مرسل روایت کرسکتے تھے جب کہ ارسال کے خوگر تھے۔[2]

یہی اعتراض حکیم نیاز احمد[3] اور شہزاد سلیم[4] نے اپنی تحریروں میں دہرایا ہے۔

تجزیہ و تحقیق

مذکورہ اعتراض کا تجزیہ کرتے ہوئے درج ذیل امور کی وضاحت کی جائے گی۔

(1) ارسال کی حقیقت کیا ہے؟

(2) مرسل روایات کی حجیت کے بارے میں ائمہ محدثین وفقہاء کا کیا موقف ہے؟

(3) ائمہ جرح وتعدیل کی آراء امام زہری کے ارسال کے بارے میں کیا ہیں؟ اور اس بناء پر کیا انہیں مجروح قرار دیا گیا ہے؟

(4) کیا ارسال میں امام زہری تنہا منفرد ہیں یا یہ عمل دیگر محدثین سے بھی ثابت ہے؟

(5) مراسیل امام زہری کی حقیقت کیا ہے؟

(6) مراسیل زہری کے بارے میں بعض ائمہ کبار کی تنقید کی حیثیت اس کا صحیح محمل اور اس بارے میں جمہور کا موقف کیا ہے؟

(7) کیا مراسیل زہری کا اتصال بھی ثابت ہے یا وہ صرف مرسلات ہی کی حیثیت سے ذخیرہ حدیث میں محفوظ ہیں؟

ارسال کی حقیقت اور اس کا حکم

ارسال کے لغوی معنی "چھوڑا ہوا" کے ہیں جب کہ علم اصول حدیث میں اصطلاحاً مرسل کہتے ہیں:

"ایسی حدیث جس کے سند کے آخری حصہ سے تابعی کے بعد کا راوی مذکور نہ ہو۔"[5]

---

[2] ایضاً (ص 136)

[3] نیاز احمد حکیم، امام زہری و امام طبری، تصویر کا دوسرا رخ: (217)

[4] P-38-4) Renaissance (Monthly Journal@ Feb 2 (2000 سلیم شہزاد،

[5] سہیل حسن، معجم اصطلاحات حدیث: (ص 220)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3, 2023

تدریب الراوی میں علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

"اتفق علماء الطوائف على ان قول التابعي قال رسول الله كذا او فعل كذا يُسمى مرسلا".[6]

الدکتور محمود الطحان اپنی معروف کتاب "تیسیر مصطلح الحدیث" میں رقم طراز ہیں۔

هو ما سقط من اخر اسناده بعد التابعي وصورته ان يقول التابعي سواء كان صغيراً او كبيراً. قال رسول الله كذا او فعل كذا او فعل بحضرته كذا، هذه صورةالمرسل عندالمحدثين۔[7]

حافظ ابن حجر "شرح نخبۃ الفکر میں فرماتے ہیں:

"وهو ما سقط من اخره من بعد التابعي هو المرسل"[8]

حافظ ابن صلاح اپنے مقدمہ "مقدمہ ابن صلاح" میں فرماتے ہیں:

وصورته التي لا خلاف فيها حديث التابعي الكبير الذى لقى جماعة من الصحابة وجالسهم۔[9]

یہی تعریف حافظ ابن صلاح نے اپنی کتاب "علوم الحدیث میں ارشاد فرمائی ہے۔[10]

مرسل روایت کا حکم یہ ہے کہ وہ مردود نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ صحابہ و تابعین مراسیل کو تسلیم کر کے اس سے استدلال فرماتے تھے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ کوئی نہ کوئی سبب فاسد ہی تابعی کے واسطہ حذف کرنے کی وجہ ہو۔ یہ ایسا ہی ہے کہ ایک بار حضرت حسن بصری (۱۱۰ھ) سے کسی نے کہا کہ جب آپ ہم سے حدیث بیان کرتے ہیں تو " قال رسول اللہ ﷺ سے شروع کرتے ہیں، کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اگر اس کی سند بھی بیان فرمادیں۔ سیدنا حسن بصری نے جواب دیا:

اے شخص! نہ ہم نے جھوٹ بالا اور نہ بولیں گے، خراسان کی جنگ میں ہمارے ساتھ تین سو(300) صحابہ تھے، کس کس کے نام بتائیں۔[11]

مرسل روایات کی حجت

مرسل روایات کے قبول وعدم قبول کے حوالے سے کتب اصول حدیث میں دو بڑے مؤقف ملتے ہیں:

(1) پہلا موقف

دور اول میں تمام صحابہ و تابعین مراسیل کو بالاتفاق حجت مان کر ان سے استدلال فرماتے تھے۔ امام ابو داؤد نے مرسل احادیث کو قبول کرنے میں متقدمین کا اتفاق ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ امام شافعی پہلے شخص ہیں جنہوں نے مرسل میں کلام کیا فرماتے ہیں:

---

6 السیوطی، جلال الدین السیوطی، تدریب الراوی: (1/102)

7 الطحان، الدکتور محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث: (ص 77)

8 ابن حجر، عسقلانی: شرح نخبۃ الفکر: (ص 65)

9 ابن اصلاح، حافظ مقدمہ: (ص 202)

10 ابن الصلاح، حافظ، علوم الحدیث (51)

11 السیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی: (1/69)

"واما المراسيل فقد كان يحتج بها العلماء فيما مضى مثل سفيان الثورى و مالك والاوزاعي حتى جاء الشافعي فتكلم فيه و تابعه على ذلك احمد بن حنبل وغيره ۔[12]

مراسیل سے ماضی کے علماء احتجاج کرتے تھے (یعنی انہیں بطور حجت تسلیم کر کے استدلال واحتجاج کرتے تھے) جیسے سفیان ثوری، امام مالک اور امام اوراعی، یہاں تک کہ امام شافعی آئے تو انہوں نے اس میں کلام کیا اور امام احمد بن حنبل نے اس بارے میں ان کی اتباع کی۔

نیز صاحب تنقیح الانظار علامہ محمد ابراہیم نے تو اپنی کتاب میں مرسل روایات کی قبولیت پر تابعین کا اجماع نقل فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:

ان التابعين باسرهم أجمعوا على قبول المراسيل ولم يأت عنهم انكاره ولا عن واحد من الائمة بعد هم إلى رأس المأتين الذين هم من القرون الفاضله المشهود لها من الشارع الله بالخيرية۔[13]

تمام تابعین کا مراسیل کے قبول کرنے پر اجماع ہے، اور نہ ان میں سے کسی نے اور نہ دو سو سال تک ان کے بعد کے کسی امام سے مراسیل کا انکار مروی ہے کیونکہ یہ دونوں صدیاں اس عہد میں داخل ہیں جس کی خیر کی شہادت خود نبی ﷺ نے دی ہے۔"

مزید علامہ محمد ابراہیم مرسل روایات کی حجیت پر تین بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

صحابہ کرام میں عام طور پر مرسل روایات متداول تھیں اور قابل حجت تھیں بلکہ اس بات پر ان کا اجماع تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ثقہ راوی جب پورے یقین اور جزم کے ساتھ قال رسول اللہ اللہ کہے اور یہ جانتے ہوئے کہے کہ اس کا راوی مجروح العدالت ہے تو اس نے خیانت کی جو کسی ثقہ سے نہیں ہو سکتی۔ اس بناء پر محدثین کرام امام بخاری کی ان تمام تعلیقات کو قبول کرتے ہیں جن کو انہوں نے اپنی کتاب الجامع الصحیح میں بیان کیا ہے۔[14]

علامہ سیف الدین آمدی شافعی نے اپنی کتاب "الاحکام" میں مرسل کی قبولیت یا عدم قبولیت پر مختلف اقوال ذکر فرمانے کے بعد صحیح اور مختار یہ قرار دیا ہے کہ عادل راوی کی مرسلات مقبول ہوں گی۔ فرماتے ہیں۔

"والمختار قبول مراسيل العدل مطلقاً "[15]

اور مختار (صحیح) قول یہ ہے کہ عادل راوی کی مراسیل مطلقا مقبول ہوں گی۔

اس قول کے صحیح و مختار ہونے کی دو وجہیں ذکر فرمائی ہیں۔

(۱) اجماع! صحابہ و تابعین کا مراسیل کو قبول کرنے پر اجماع ہے کیونکہ صحابہ نے تو حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایات کو قبول کیا ہے حالانکہ یہ کہا گیا کہ انہوں نے اپنی صغر سنی کی وجہ سے نبی ﷺ سے محض چار احادیث سنی ہیں۔ تو ضرور انہوں نے دیگر صحابہ سے سن کر نبی کریم ﷺ سے بطریق ارسال روایت کیا۔ اور تابعین کی بھی عادت یہی رہی ہے کہ وہ طریق ارسال کو درست سمجھتے تھے اور یہ طریقہ بلا نکیر ان میں رائج رہا جو اجماع کی دلیل ہے۔

---

12 ابو حلبیہ، احمد یوسف، اصول الحدیث عند الامام مالک: (ص 7)

13 اسماعیل، محمد، تنقیح الانظار: (1/93)

14 ایضا توضیح الافکار شرح تنقیح الانظار: (1/92-93)

15 آمدی، سیف الدین، الآحکام: (2/177)

(۲) عقلی توجیہہ: جب کوئی ثقہ عادل یہ کہے" قال رسول اللہ ﷺ تو ظاہری بات ہے کہ اس کو یقین ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا فرمایا اگرچہ وہ کسی وجہ سے واسطے کو حذف کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر اس کے علم کے مطابق یہ ارشاد صحیح نہ ہوتا یا اسے ذرا سا بھی شک ہوتا تو وہ ایسی روایت کو نقل ہی نہ کرتا۔ کیونکہ مشکوک اور غیر مستند روایت کو نقل کرنا عادل راوی کی عدالت وثقاہت کے خلاف ہے۔[16]

(2) دوسرا موقف:

مراسیل کی حجیت کے بارے ایک نکتہ نظر تو وہ ہے جو ماقبل میں ذکر کیا گیا۔ دوسری طرف حافظ ابن صلاح نے "علوم الحدیث اور اپنے مقدمہ ابن الصلاح" میں مرسل کو حدیث ضعیف قرار دیا ہے جب تک کے کسی اور ذریعے سے اس کی صحت کا کامل یقین نہ ہو جائے، نیز علامہ سیوطیؒ نے "تدریب الراوی" میں جمہور محدثین، کثیر فقہاء اور اصحاب اصول کا مذہب یہ نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک بھی مرسل حدیث ضعیف ہے، لیکن امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک صحیح ہے۔ ان حضرات کی عبارات ملاحظہ فرمائیے:

حافظ ابن صلاح فرماتے ہیں:

"ثم اعلم ان حکم المرسل حکم الحدیث الضعیف، الا ان یصح مخرجه بمجیئه من وجه آخر۔"[17]

علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

ثم المرسل حدیث ضعیف عند جماهیر المحدثین والشافعي وکثیر من الفقهاءواصحاب الاصول وقال مالک و ابو حنیفه في طائفة: صحیح۔[18]

اسی طرح امام مسلم نے اپنے "مقدمہ" میں مراسیل کے لیے اصلاًعدم حجیت کا قول اختیار فرمایا ہے۔

اور حافظ ابن عبد البر نے "التمھید" میں اصحاب حدیث کی ایک جماعت کا یہی قول (مراسیل کی عدم حجیت) کا ذکر فرمایا ہے۔[19]

امام مسلم فرماتے ہیں:

المرسل في اصل قولنا و قول اهل العلم بالأخبار لیس بحجة۔[20]

تطبیق

مذکورہ بالا دونوں اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے متاخرین اصحاب اصول نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق ان میں تطبیق ذکر فرمائی ہے۔ ان کے اقوال کا مطالعہ کرنے سے جو بنیادی بات سامنے آتی ہے وہ قرن (دور) اور معاشرے میں مجموعی امانت و دیانت کے معیار کا فرق ہے۔ دور صحابہ و تابعین میں بالاجماع مراسیل کو قبول کیا جاتا تھا کیونکہ اس دور کی خیر وبرکت اور امانت و دیانت کی شہادت لسان نبوی ﷺ نے خود دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ امام مالک نے ان کی قبولیت کا قول اختیار فرمایا۔ جوں جوں زمان نبوی ﷺ سے بعد ہوتا رہا۔ دیانت و تقوی کے معیار میں کمی آتی گئی۔ کذب، وفریب اور بدعات لوگوں میں پھیلنے لگے تو ائمہ عظام بھی قبول حدیث کی شرائط کو سخت سے سخت تر کرتے چلے گئے اسی کو امام ابو داود نے فرمایا:

---

[16] ایضا(2/179-180)

[17] ابن الصلاح، اموال الحدیث،(53)

[18] السیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی:(1/103)

[19] ابن عبد البر، التمھید:(1/5)

[20] مسلم، ابن حجاج، مقدمہ صحیح مسلم:(24)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3, 2023

"حتی جاء الشافعي فتكلم فيه۔"[21]

یہاں تک کہ امام شافعی آئے اور انہوں نے اس میں (مرسل روایت میں) کلام کیا۔

امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ تابعین کا قبولیت مرسل پر اجماع رہا ہے اور امام شافعیؒ نے پہلی بار اس کا انکار کیا (بوجہ حالات زمانہ) اس بات پر امام بیہقیؒ نے "المدخل" میں باب قائم کیا۔

"باب ما يستدل به على ضعف المراسيل بعد تغيير الناس وظهور الكذب والبدع"

اس باب میں وہ امام مسلم کی روایت سے علامہ ابن سیرین کا قول نقل فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک زمانہ وہ تھا جب حدیث کی اسناد کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا جاتا تھا۔ پھر جب فتنہ برپا ہوا (کذب و فریب کا فروغ ہوا) تو حدیث کی سند کے بارے میں سوال کیا جانے لگا۔ پس یہ دیکھا جاتا تھا کہ اگر حامل حدیث اہل السنۃ میں سے ہے تو اس کی حدیث لے لی جاتی تھی اور اگر وہ اہل بدعت میں سے ہوتا تو اس کی حدیث ترک دی جاتی جاتی۔"

علامہ ابن سیرین کی عبارت ملاحظہ فرمایئے:

"لقد اتى على الناس زمان و ما يسأل عن اسناد حديث، فلما وقعت الفتنه سئل عن اسناد الحديث فينظر من كان من أهل السنة يؤخذ من حديثه و من كان من اهل البدع ترك حديثه"۔[22]

اس بارے میں بہترین توجیہ حافظ ابن رجب حنبلیؒ کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ فقہاء اور حفاظ حدیث کے اقوال میں کوئی منافاۃ نہیں ہے کیونکہ حفاظ حدیث اسناد سے بحث کرتے ہیں اور فقہاء کا موضوع معانی کلام ہوتا ہے، حفاظ حدیث جب عدم واسطہ کی بنیاد پر اعتراض کرتے ہیں تو وہ ان کے طریق کے مطابق نبی علیہ السلام تک سند کا عدم اتصال ہوتا ہے ان کی مراد اس معنی کی نفی نہیں ہوتی۔ جب کہ فقہاء کرام کا مقصود و منتہی وہ معنی اور مقصد حدیث ہوتا ہے جس پر حدیث دلالت کرتی ہے پس جب قرائن سے (وہ قرائن صحیحہ میں سے کوئی بھی قرینہ ہو انہی میں سے راوی کا عادل و ثقہ ہونا بھی ہے)۔ اس مرسل کا صحیح ہونا معلوم ہو جائے تو اس سے استدلال درست ہو گا۔ تو حاصل فقہاء و حفاظ حدیث کا ایک ہی ہوا۔ حفاظ حدیث کو معانی پر اعتراض نہ تھا وہ ظاہری اتصال سند کو ملحوظ رکھتے ہیں جب کہ فقہاء عظام مقاصد حدیث پر بحث فرماتے ہیں نتیجتاً کوئی واقعی اختلاف و تضاد باقی نہیں رہا۔

حافظ ابن رجب حنبلی کی عبارت یہ ہے:

واعلم أنه لا تنافي بين كلام الحفاظ وكلام الفقهاء في هذا الباب فإن الحفاظ إنما يريدون صحة الحديث المعين إذا كان مرسلاً، وهو ليس بصحيح على طريقهم لانقطاعه وعدم اتصال إسناده إلى النبي الله. وأما الفقهاء فمرادهم صحة ذلك المعنى الذي دل عليه الحديث. فإذا عضد المرسل قرائن تدل على أن له أصلاً قوى الظن بصحة مادل عليه، فاحتج به مع ما احتف به من القرائن و هذا هوا لتحقيق في الاحتجاج بالمرسل عند الائمة كالشافعي و احمد وغيرهما۔[23]

علامہ ظفر احمد عثمانی کی رائے کے مطابق مراسیل کی قبولیت یا عدم قبولیت میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ ان میں مقبول بھی ہیں، مردود بھی اور موقوف بھی، اگر یہ پتہ ہو کہ راوی محض ثقہ سے ارسال کرتا ہے تو وہ مرسل روایت قبول کی جائے گی اور اگر راوی ثقہ و غیر ثقہ دونوں سے ارسال کرتا ہو تو اگر ارسال مجہول راوی سے ہے تو

---

[21] ابو حلبیہ، احمد یوسف، اصول الحدیث عند الامام مالک (ص 7)

[22] السیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی: (1/106)

[23] ابن رجب حنبلی، علل جامع الترمذی: (1/297)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3, 2023

وہ مرسل موقوف ہوگی جب تک کہ راوی کا حال معلوم نہ ہو۔ اور اگر راوی ثقات کی مخالفت کرتا ہو تو وہ مرسل مردود ونا قابل اعتبار ہوگی۔ علامہ عثمانی کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

والمراسيل قد تنازع الناس في قبولها وردها، واصح الاقوال: ان منها المقبول و منها المردود، ومنها الموقوف فمن علم من حاله انه لا يرسل الاعن ثقة، قبل مرسله و من عرف انه يرسل عن الثقة وغير الثقة. إن كان ارساله رواية عمن لا يعرف حاله فهذا موقوف، وما كان من المراسيل مخالفاً لما رواه الثقات، كان مردودا۔[24]

قاضی عیاض مالکی نے "الممال" میں مرسل روایت کی قبولیت وعدم قبولیت پر مختلف ائمہ کے اقوال اور ان کے دلائل ذکر فرمائے ہیں۔ اور اس بحث میں بھی یہ فرمایا ہے کہ اسلاف متقدمین اس کو قبول کرتے تھے اور اس سے حجت پکڑتے تھے۔ جس کی وجہ وہی ہے جو ہم نے ابتداء میں عرض کی، فرماتے ہیں۔

فذهب السلف الأول الى قبوله والحجة به، وهو مذهب مالك و ابي حنيفة" و عامة اصحابهما وفقهاء الحجاز والعراق۔[25]

مزید فرماتے ہیں:

"و منهم من جعل هذه أقوى من المسانيد لأن الإمام لا يرسل الحديث إلا مع نهاية الثقة به والصحة واختار بعض المحققين من المتأخرين قبول مرسل الصحابي والتابعي إذا عرف من عادته أنه لا يروى إلا عن صحابي، قال أبو عمر و أبو الوليد الباجي ولا خلاف أنه لا يجوز العمل به إذا كان مرسله غير متحرز، يرسل عن غير التقات"۔[26]

"حجیت مراسیل کے بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ کا مذہب"

مراسیل کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا مذہب ان کی قبولیت کا ہے۔ جس کو علامہ جلال الدین سیوطیؒ، قاضی عیاضؒ مالکی اور علامہ ظفر احمد عثمانی وغیرہ نے ذکر فرمایا ہے۔[27]

حجیت مراسیل کے بارے میں امام مالک کا مذہب""

خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) فقہائے اہل مدینہ کا مرسل روایات کے بارے میں موقف واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[24] ظفر احمد، عثمانی، قواعد فی علوم الحدیث: (142)

[25] عیاض، قاضی، الاعمال: تحت بحث المرسل۔

[26] عیاض، قاضی، الاعمال: تحت بحث المرسل۔

[27] السیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی، (1/103)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3, 2023

قد اختلف العلماء في وجوب العمل بماهذه حاله فقال بعضهم أنه مقبول و يجب العمل به اذا كان المرسل ثقة عدلا و هذا قول مالك و أهل المدينة وأبي حنيفة وأهل العراق"[28]

مرسل کے واجب العمل ہونے میں علماء باہم مختلف ہیں بعض کا قول ہے کہ وہ مقبول ہے، اور قابل حجت ہے اور اس پر عمل واجب ہے جب کہ ارسال کنندہ ثقہ اور عادل ہو اور یہی قول امام مالک اور اہل مدینہ، امام ابو حنیفہ اور اہل عراق کا ہے۔

الدکتور احمد یوسف ابو حلبیہ نے اپنے مقالے "اصول الحدیث عند الامام مالک بن انس الاصبحی" میں امام مالک کے حوالے سے دو رائے ذکر فرمائی ہیں جن میں پہلی مرسل سے عدم احتجاج کی ہے اور دوسری جس پر متعدد ائمہ واصحاب مذہب کی آراء ذکر کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ وہ مرسل سے احتجاج کی ہے۔ فرماتے ہیں:

"وأما الرأي الثاني المأثور والمشهور عنه هو الاحتجاج بالمرسل فقد نسبه إليهجمع من علماء الحديث۔[29]

حجیت مراسیل کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا مذہب

مراسیل کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب یہ ہے کہ اگر راوی ثقہ عادل ہو تو اس کی مراسیل مقبول ہوں گی۔[30] نیز امام احمد بن حنبلؒ نے ابراہیم نخعی کی مراسیل کے بارے میں" لا باس بها"(ان میں کوئی خرابی نہیں) فرمایا ہے۔[31] اسی طرح امام احمد بن حنبل نے سعید بن مسیب کی مراسیل کو صحیح ترین مراسیل قرار دیا ہے۔[32]

مراسیل کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ راوی ثقہ عادل ہو تو اس کی مراسیل مقبول ہوں گی۔

حجیت مراسیل کے بارے میں امام شافعی کا مذہب"

ماقبل میں گزر چکا کہ امام شافعی نے سب سے پہلے مرسل روایات کے بارے میں کلام کیا۔ مگر انہوں نے بھی مرسلات کا مطلق انکار نہیں کیا بلکہ امام شافعیؒ"الرسالۃ" میں تحریر فرماتے ہیں:

جب اس کی مرسل کے سلسلہ میں اس کی صحت کے وہ دلائل موجود ہوں جو میں نے بیان کئے ہیں تو میرے نزدیک پسندیدہ بات یہی ہے کہ اس کی مرسل حدیث کو ہم قبول کرلیں۔[33]

اسی طرح امام شافعی کے نزدیک اگر مرسل یا اس کے ہم معنی دوسری روایت مسنداً موجود ہو۔ یا کسی دوسرے تابعی کی مرسلا اس کے موافق مروی ہو۔ یا صحابہ کرام کا فتوی اس کے مطابق پایا جائے۔ یا عام علماء اس روایت کے موافق فتوی دیں۔ تو وہ مرسل مقبول شمار ہو گی۔[34]

---

[28] بغدادی، خطیب، الکفایۃ فی علم الروایہ (284)۔

[29] احمد یوسف، ابو حلبیہ، اصول الحدیث عند الامام مالک بن انس: (ص 8)

[30] السیوطی، جلال الدین، تدریب الروی: (1/103)

[31] بغدادی، خطیب، الکفایۃ في علم الراویۃ: (ص386)

[32] بغدادی، خطیب، الکفایہ فی علم الروایۃ: (ص404)

[33] شافعی، محمد بن ادریس، الرسالۃ: (ص465)

[34] ایضا: (ص466)

مراسیل زہری، ائمہ جرح وتعدیل کی نظر میں!!

ائمہ وفقہاء کے نزدیک مراسیل کا حکم معلوم کرنے کے بعد اب ہم دیکھتے ہیں کہ ائمہ جرح وتعدیل امام زہری کی مراسیل کو کسی نظر سے دیکھتے ہیں، اس ضمن میں وہ اقوال بھی آجائیں گے جن سے معترضین استدلال کرتے ہیں۔

(1)امام شافعی فرماتے ہیں:

ارسال الزهری لیس عندنا بشی و ذلك انا نجده یروی عن سلیمان بن ارقم.

زہری کا ارسال ہمارے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ سلیمان بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔[35]

نیز دوسری جگہ فرماتے ہیں:

یقولون نحابي ولو حابینا لحا بینا الزهری و ارسال الزهری لیس بشی و ذالک انا نجده یروی عن سلیمان بن ارقم.[36]

(۲)امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

مرسل الزهری لیس بشی۔[37]

مرسل زہری کچھ بھی نہیں۔

(۳)امام ابن ابی حاتم نے "المراسیل" میں ذکر کیا ہے کہ امام یحییٰ بن سعید القطان زہری وقتادہ کی مراسیل کو کچھ اہمیت نہ دیتے تھے اور فرماتے تھے:

هو بمنزلة الریح"[38]

وہ تو مثل ہوا کے ہیں (یعنی ان مراسیل کی بنیاد نہیں)"

پھر فرماتے تھے:

هؤلاء حفاظ کا نوا اذا سمعوا الشي عقلوه۔[39]

یہ حفاظ کی قوم ہے جب کسی شے کو سن لے تو اسے نگل جاتی ہے (خوب اچھے سے محفوظ کرلیتی ہے)۔

(۳)امام علی بن مدینی فرماتے ہیں:

مرسلات الزهری ردیة۔[40]

زہری کی مرسلات بالکل ردی ہیں۔

(۵)یحی بن سعید القطان ہی کا قول "امام ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" اور "سیر اعلام العلماء میں ذکر فرمایا ہے۔

---

[35] ذہبی، محمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء(ص5/339)

[36] ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق(ص15/512)

[37] ایضا

[38] ابن ابی حاتم المراسیل:(ص11)

[39] ایضا (ص11)

[40] ابن عساکر، تاریخ ابن عساکر:(ص15/513)

مرسل الزهری شرمن مرسل غیره لانه حافظ وکل ماقدر ان یسمی سمی و انما یترك من لا یستحسن أولا یستجیز ان یسمیة.[41]

مراسیل زہری دوسروں کی مراسیل سے زیادہ بدتر ہیں اس لیے کہ وہ حافظ ہونے کی وجہ سے راوی کا نام لینے پر قدرت رکھتے ہیں اور وہ راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے اس کا نام چھوڑتے ہیں یا اس راوی کا نام لینا مناسب نہیں سمجھتے۔

حافظ ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں فرمایا ہے کہ بسا اوقات امام زہری کی مرسل روایت در حقیقت معضل ہوتی ہے کیونکہ وہ کبھی کبھی دو واسطے بھی چھوڑ دیتے ہیں اور یہ ممکن نہیں ہوتا کہ انہوں نے صرف صحابی کا نام حذف کیا ہو (کیونکہ ان کا شمار صغار تابعین میں ہوتا ہے) اس لیے ان کی مراسیل قتادہ کی مراسیل کی طرح ہیں۔

مراسیل الزهری کاالمعضل لانه یکون قد سقط منه اثنان ولا یسوغ أن یظن به انه اسقط الصحابي فقط، ولو کان عنده عن صحابي لا وضحه ولما عجز عن وصله ولوانه یقول عن بعض اصحاب النبي و من عد مرسل الزهری کمرسل سعید بن المسیب وعروة بن الزبیر و نحو هما فانه لم یدر ما یقول نعم مرسله کمرسل قتاده و نحوه.[42]

امام زہری کی نظر میں اسناد کا مقام ومرتبہ

مراسیل امام زہری کی حقیقت اور ائمہ جرح وتعدیل کے مذکورہ اقوال کی وضاحت سے قبل یہ دیکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امام زہری کی نظر میں اسناد کا مقام و مرتبہ اور اس کی حیثیت کیا ہے؟ مختلف ائمہ نے امام زہری کی خصوصیات وصفات میں یہ بات ذکر کی ہے کہ وہ احادیث کو ان کی اسناد کے ساتھ ذکر کرنے کے سخت حریص تھے اور دوسروں کو بھی اس بات کی تعلیم وتلقین فرماتے تھے۔

ایک بار اسحاق بن ابی فروہ سے فرمانے لگے:

قاتلک الله یا ابن ابی فروه، ما أجراك علی الله، الا تسند حدیثك؟ تحدثنا با حادیث لیس لها خطم ولا ازمة.[43]

اے ابن ابی فروہ اللہ تمہیں ہلاک کرے، تم کتنی جرات و بے باکی دکھا رہے ہو اللہ پر کیا تم حدیث کی سند بیان نہیں کرتے۔ تم ہم سے ایسی احادیث بیان کرتے ہو جن کی نہ لگام ہے نہ نکیل (جو سند کے اعتبار سے مضبوط نہیں اور نبی کریم ﷺ کی طرف ان کی نسبت درست نہیں)۔

(۲) ایک بار حضرت سفیان بن عینیہ نے امام زہری سے فرمایا کہ ہم سے بلاسند ہی حدیث بیان فرما دیجئے تو امام زہری نے جواب دیا:

اترقی السطح بلا سلم.[44]

کیا آپ بلا سیڑھی چھت پر چڑھنا چاہتے ہیں؟

(۳) ایک بار تمام اہل شام کو تنبیہ کے لیے اس انداز میں نصیحت فرمائی:

---

[41] الذهبی، محمد بن عثمان، تذکرۃ الحفاظ: (ص1/111) سیر الاعلام النبلاء: (513/5)

[42] الذهبی، محمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء: (ص5/100)

[43] ایضا معرفة علوم الحدیث: (ص6)

[44] ذهبی، محمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء: (ص5/347)

مالي أرى احاديثكم ليس لها ازمة ولا خطم.[45]

یہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ تم ایسی احادیث روایت کرتے ہو جن کی نہ لگام ہے نہ نکیل (جو سند کے اعتبار سے مضبوط نہیں اور نبی کریم ﷺ کی طرف ان کی نسبت درست نہیں)۔

"مراسیل امام زہری کی حقیقت"

اب ہم ان جوابات کی طرف آتے ہیں جن سے امام زہری کی مرسل روایات پر کئے جانے والے اعتراضات کی حقیقت واضح ہو جائے نیز اس کے ساتھ ساتھ ائمہ جرح وتعدیل کے جو اقوال مراسیل زہری کے حوالے سے ذکر کئے گئے ان کا صحیح محمل اور دیگر ائمہ کے اقوال سے ان کا محاکمہ پیش کیا جائے گا۔ سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ آئمہ جرح وتعدیل کے ہاں یہ مسلمہ اصول ہے کہ جس کی ثقاہت وعدالت پر ائمہ حدیث کا اتفاق ہو جائے اس پر کی گئی جرح کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ امام احمد بن حنبل کا قول ہے:

كل رجل ثبتت عدالة لم يقبل فيه تجريح أحد".[46]

ہر وہ شخص جس کی عدالت ثابت ہو جائے تو اس میں کسی کی جرح قابل قبول نہ ہو گی۔

یہی وجہ ہے کہ ائمہ جرح وتعدیل اور ائمہ حدیث میں سے کسی نے کبھی بھی امام زہری کو تدلیس، اور ادراج کی وجہ سے ساقط العدالہ قرار نہیں دیا اور نہ ہی ان کو مردود اور مجروح ٹھہرایا ہے۔ جس پر کتب جرح وتعدیل اور کتب اسماء الرجال شاہد ہیں۔

عرب محقق دکتور عبداللہ بن ضیف اللہ الرحیلی، حافظ ذہبی کی کتاب " من تكلم فيه و هو موثق او صالح الحديث"میں امام زہری کے تذکرہ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قلت: هو ثقة امام لا يو ثرفيه جرح جارج وقد استفاضت عدالته و حفظه وضبطه واشتهر في ذلك بين الناس و كان يدلس في النادر رحمه الله.[47]

میں کہتا ہوں وہ (امام زہری) ثقہ ہیں۔ امام ہیں۔ ان پر کی گئی کسی جارح کی جرح اثر انداز نہ ہو گی، جب کہ ان کی عدالت اور حفظ واتقان کی بات پھیل چکی ہے اور اس بارے میں وہ لوگوں میں مشہور ہیں اور وہ کبھی کبھار تدلیس کرتے تھے، اللہ ان پر رحم فرمائے۔

ہمیں عصر حاضر کے ان محققین کے اس رویے پر انتہائی تعجب ہوتا ہے کہ جن ائمہ ومحدثین کی کتابوں سے وہ امام زہری کے ارسال، ادراج اور تدلیس وغیرہ کے اقوال لیتے ہیں انہیں کتابوں اور انہیں ائمہ کی وزنی آراء اور ثقاہت وعدالت کی گواہی کو نقل کرنا کیوں بھول جاتے ہیں؟ بنیادی سوال یہ ہے کہ وہ ائمہ جرح وتعدیل جن کی آراء متعلقہ مراسیل (اور ادراج وتدلیس) معتبر قرار دے کر معترضین بڑھا چڑھا کر اعتراضات کر رہے ہیں اور امام زہری کو مجروح ومطعون ٹھہرا رہے ہیں، انہی ائمہ کبار کی آراء متعلقہ ثقاہت، امامت، عدالت اور دیانت معترضین کی نظر میں غیر معتبر کیوں ہیں؟ اور اگر ان ائمہ کی آراء عدالت ودیانت معترضین کے نزدیک غیر معتبر اور ناقابل تسلیم ہیں تو ارسال، ادراج، اور تدلیس وغیرہ کی آراء کو معترضین کس بنیاد پر معتبر قرار دے سکتے ہیں؟ "متجددین کا یہی زاویہ نظر چشمہ تحقیق کو سیراب کرنے کی بجائے اسے گدلا کر دیتا ہے اور وہ جلیل القدر امام جس کی عظمت وامامت پر شروع سے امت متفق چلی آرہی ہے اس کو ۱۳ صدیاں گزر جانے کے بعد خود ساختہ تحقیق بلکہ ایسی تنقید وعناد سے لبریز ہے، سے گزار کر (نعوذ باللہ) جھوٹا، دروغ گو اور منافق قرار دے دیتا ہے۔ (۲) امام زہری کی ثقاہت و

---

[45] ایضا (ص 5/348)

[46] ابوغدہ، عبد الفتاح، قاعدة في الجرح والتعديل: (ص 11)

[47] الذھبی، محمد بن احمد من تكلم فيه وهو موثق اوصالح الحديث: (ص 471)

دیانت پر چونکہ تمام ائمہ و محدثین کا اجماع ہے اور ثقہ راوی کی مراسیل مقبول ہونے کے دلائل مراسیل کے احکام اور ائمہ کے مذاہب کے تحت گزر چکے۔ لہذا امام زہری کی مراسیل بالکلیہ مردود نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ ثقہ راوی جب بھی کسی واسطے کو ترک کرتا ہے تو یقینا اس واسطے پر اعتماد کی وجہ سے اختصارا ترک کر دیتا ہے۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ ثقہ راوی نے مشکوک یا غیر معتبر راوی ہونے کی وجہ سے اس کا نام حذف کیا ہے تو یہ ثقہ راوی کی ثقاہت کے خلاف ہے، یہی وجہ ہے کہ ثقہ راوی مثلا امام زہریؒ بغرض اختصار کسی راوی کا نام حذف کر دیتے ہیں اور کسی کے سوال کرنے پہ اس کا نام ذکر کر دیتے ہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ ہم امام زہری اور محمد بن منکدر کی مجلس میں بیٹھے تھے اور امام زہریؒ احادیث بیان کرتے ہوئے فرمارہے تھے قال ابن عمر کذا و کذا (ابن عمر نے ایسا کہا، ایسا کہا) مجلس کے اختتام پر میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ نے جو ابن عمر کا ذکر فرمایا آپ کو اس کی خبر کس نے کی، فرمانے لگے، ان کے بیٹے سالم نے۔

فقدروى عن مالك بن انس كنا نجلس إلى الزهري والى محمد بن المنكدر، فيقول الزهري:
قال ابن عمر كذا وكذا، فاذا كان بعد ذلك جلسنا اليه فقلت:
الذي ذكرت عن ابن عمرمن اخبرک به؟ قال: ابنه سالم۔[48]

حافظ ابن عبد البر نے "التمہید" میں تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ثقات رواۃ کی مراسیل اسی طرح ہوتی ہیں کہ جب ان سے ان مراسیل کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ تو وہ ثقات ہی کو ذکر کرتے ہیں۔

قال ابن عبد البر : فهكذا مراسيل الثقات، اذا سئلوا احالوا على الثقات "

یہی وجہ ہے کہ امام زہری سے پہلے اور ان کے بعد ثقہ محدثین کی بڑی تعداد نے مراسیل کو روایت کیا ہے مثلا سعید بن مسیب ابراہیم نخعی اور قتادہ، وغیرہ۔ اور جمہور امت نے ان کی مراسیل کو قبول کیا ہے۔ جب دیگر ثقات کی مراسیل قابل قبول ہیں تو ثقاہت و دیانت میں اعلی مقام رکھنے والے امام زہری کی مراسیل کو نظر انداز کرنا ناانصافی ہوگی۔ امام شافعیؒ نے جو یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ مراسیل زہری ہمارے نزدیک کوئی مقام نہیں رکھتیں، کیونکہ ہم انہیں سلیمان بن ارقم سے روایت کرتے دیکھتے ہیں۔

ارسال الزهری عندنا ليس بشی و ذلک رانا تجده يروى عن سليمان بن ارقم۔[49]

یہ قول وضاحت طلب ہے:

اولا: بعض محققین کی رائے کے مطابق امام شافعیؒ کبار تابعین جیسے سعید بن مسیب وغیرہ کے بعد کے دور کے رواۃ کی مراسیل مطلقا قبول ہی نہیں کرتے اور اس بارے میں ان کا استدلال امام شافعی کی اپنی کتاب "الرسالہ" کی یہ عبارت ہے۔

فأما من بعد كبار التابعين الذين كثرت مشاهدتهم لبعض أصحاب رسول الله: فلاأعلم منهم واحد ايقبل مرسله"[50]

وہ لوگ جو کبار تابعین کے بعد ہیں اور بعض حضرات صحابہ سے ان کی کثرت ملاقات ہے۔ تو میں ان میں سے کسی ایک کے بارے میں یہ نہیں جانتا کہ ان کی مرسل روایت قبول کی جائے۔

ثانیا: امام شافعیؒ کے ذکر کردہ قول کا تعلق سلیمان بن ارقم سے ہے امام زہریؒ سے نہیں کیونکہ ضعف سلیمان بن ارقم میں ہے، جس کی وضاحت ائمہ نے اپنے کلام میں کی ہے۔ امام زہریؒ میں نہیں اس صورت میں امام شافعیؒ کے قول کا محمل یہ ہوگا کہ امام زہریؒ کی وہ مراسیل جو سلیمان بن ارقم سے تعلق رکھتی ہیں، قابل قبول نہیں۔ لیکن چونکہ تمام مراسیل سلیمان بن ارقم سے مروی نہیں ہیں، لہذا اس جزوی انکار کی وجہ سے تمام مراسیل کا بالکلیہ انکار نہیں کیا جائے گا۔

---

[48] خطیب بغدادی، الکفایۃ: 318، ابن عبد البر التمہید: (1/37)

[49] ابن عبد البر، التمہید: (1/37)

[50] شافعی، محمد بن ادریس، الرسالۃ: (ص 465)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3, 2023

ثالثا: امام شافعی نے خود امام زہری کے ثقہ وعادل ہونے کا اقرار کر کے ان کو امام الحدیث کہا ہے اپنی کتاب "الرسالہ" میں وہ لکھتے ہیں:

و ابن شهاب عندنا إمام في الحديث والتخيير وثقة الرجال إنما يسمى بعض أصحاب النبي لم خيار التابعين، ولا تعلم محدثاً يسمى أفضل ولا أشهر ممن يحدث عنه ابن شهاب.[51]

اور ابن شہاب ہمارے نزدیک امام الحدیث ہیں اور ثقہ افراد میں پسندیدہ شخص ہیں اور جب دو (اپنے اوپر والے کسی راوی) کا نام لیتے ہیں تو یا تو وہ صحابی ہوتا ہے، یا پھر تابعین میں سے کوئی بہتر قسم کا تابعی ہوتا ہے اور ہم نے کسی محدث کو نہیں دیکھا کہ اس نے ابن شہاب سے زیادہ افضل اور مشہور راوی کو بیان کیا ہو۔

رابعا: عرب محقق الدکتور عبد اللہ دمفوتے نے اپنے تحقیقی مقالہ مرويات الزهري المعللة (جو کہ 4 ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے) میں امام زہری کی ایسی روایات پر تفصیلی کلام کیا ہے جن پر کسی نہ کسی جہت سے اعتراض کیا گیا۔ اور اپنی اس تحقیق کے نتیجے میں امام زہری کی اکثر روایات سے اعتراضات وشبہات کو دور فرمایا ہے، مثلا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی تحقیق کے دوران وصل وارسال پر مشتمل 40 احادیث ملیں ان میں سے 20 ایسی ہیں جن کا موصول ہونا، مرسل ہونے پر قوی ہے، اسی طرح 8 احادیث ایسی ہیں جو بطریق وصل بھی صحیح ہیں اور بطریق ارسال بھی صحیح ہیں پھر 12 احادیث ایسی ہیں جن کا طریق ارسال طریق موصول پر راجح ہے اور ان روایات کی ذمہ داری بھی امام زہری پر ہے، ان روایات کی وجہ سے کلام کیا گیا مگر دیگر اسناد وطرق کو دیکھتے ہوئے ان میں سے بھی کچھ صحیح لغیرہ اور کچھ حسن لغیرہ کے مرتبہ تک پہنچتی ہیں آخر میں صرف 2 احادیث میں علت ارسال پائی جاتی ہے اور یہ عدد اتنے ثقہ امام جن کی روایات بھی اتنی کثیر ہیں، کے حوالے سے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

اسی طرح الدکتور دمفونے سلیمان بن ارقم جو کہ "متروک الحدیث ہے۔ سے کی گئی مرسلات کا جواب بھی ذکر کیا ہے۔ محقق کے مطابق امام زہری نے سلیمان بن ارقم سے کل چار روایات کی ہیں جن میں سے تین کے بارے میں کوئی نہ کوئی مضبوط وضاحت محقق نے پیش کی ہے البتہ ایک روایت کا ضعف تسلیم کیا ہے۔ مثلا فرماتے ہیں کہ وہ روایت جو امام شافعی نے "الرسالۃ" میں مرسلات زہری عن سلیمان بن ارقم کی مثال میں ذکر فرمائی ہے۔

ان رسول الله أمر رجلاً ضحك في الصلاة ان يعيد الوضوء والصلاة".

نبی کریم علیہ اسلام نے ایک شخص جو کہ نماز میں ہنس رہے تھے کو وضو اور نماز لوٹانے کا حکم دیا۔

اب امام زہری خود اس حدیث کے خلاف فتوی دیتے تھے جس کو محدث عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں ذکر فرمایا ہے۔

عن معمر، قال: سألت الزهري عن ذلك؟ قال: ليس في الضحك وضوء.[52]

معمر سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے زہری سے اس بارے میں (ضحک فی الصلوۃ سے نقص وضو کے بارے میں) سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ضحک کی وجہ سے وضو نہیں لوٹایا جائے۔

امام دار قطنی فرماتے ہیں:

---

[51] شافعی، محمد بن ادریس، الرسالۃ: (ص 465)

[52] عبد الرزاق، مصنف عبد الرزاق: (ص 2/377)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3, 2023

فلو كان ماروااه الزهری عن الحسن، عن النبي صحيحاً عند الزهري لما افتي بخلافه ضده۔[53]

اگر زہری کے نزدیک یہ روایت صحیح ہوتی تو وہ کبھی اس کے خلاف فتویٰ نہ دیتے"۔

مذکورہ کلام محقق دمفو کی تفصیلی تحقیق کے خلاصے سے لیا گیا ہے۔[54]

بعض محدثین کی طرف سے مراسیل زہری کو مطلقاً شر قرار دیا ہے جیسا کہ یحییٰ بن سعید نے کہا ہے:

مرسل الزهری شر من مرسل غيره لأنه حافظ، و كما قدر أن يسمى سمى، و أنمايترك من لا يستجيز أو يستحى أن يسميه "[55]

اسی طرح یحیٰ بن معین کا یہ قول کہ مراسیل زہری کچھ نہیں ہیں اور ابن ابی حاتم نے جو مراسیل زہری کو بمنزلہ ریح قرار دیا ہے۔اس نوعیت کے اقوال میں بھی بحث ہے۔

اولا: یحی بن سعید، یحییٰ بن معین اور ابن حاتم تینوں حضرت کو بھی ائمہ مثلا حفظ ابن حجر وغیرہ نے متشددین میں ذکر کیا ہے جن کی تعدیل تو فورا مقبول ہو گی اور ان کی جرح پر سکوت کیا جائے گا یہاں تک کہ کسی اور امام کی موافقت حاصل ہو جائے۔لہذا یہ تینوں اقوال مبالغہ پر مبنی ہیں اور ان میں مراسیل زہری کے بارے میں سخت موقف اختیار کیا گیا ہے۔جب ہے کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

ثانیا: خطیب بغدادی نے نقل کیا ہے کہ امام احمد بن صالح، یحی بن سعید کے اس قول پر غصہ ہوئے اور فرمایا کہ یحی بن سعید کو امام زہری کے علم کی معرفت نہیں ہے اور جو یحییٰ بن سعید نے کہا ہے حقیقت میں ایسی بات نہیں ہے۔

فغضب احمد بن صالح و قال ماليحى و معرفة علم الزهري، ليس كما قال يحيى۔[56]

نتیجہ بحث

مراسیل زہری پر بقدر وسعت بحث و تحقیق کی گئی اس بحث کے بعد چند نتائج فکر ملاحظہ فرمائیں:

- مرسلات زہری ثقہ کی مراسیل ہونے کی وجہ سے قابل قبول ہوں گی۔
- بعض ائمہ جرح و تعدیل جنہوں نے مراسیل زہری کے بارے میں سخت تبصرہ فرمایا ہے (مثلا نہیں، شر، کالعدم، بمنزلہ ریح قرار دیا ہے) وہ تمام ائمہ حافظ ابن حجر اور دیگر متاخرین کے نزدیک "متشددین میں شمار ہوتے ہیں۔لہذا ان کی جرح دیگر ائمہ کی عدم موافقت کی وجہ سے نا قابل قبول ہو گی۔
- اکثر مرسل روایات کا دیگر طرق سے اتصال بھی ثابت ہے۔اس اتصال کی وجہ سے وہ مقبول ہوں گی۔
- آخری بات یہ ہے کہ بالفرض ایک لمحے کے لیے مرسلات زہری کے ضعف کا قول مان بھی لیں پھر بھی کسی ایک امام نے (حتی کہ متشددین ائمہ جرح و تعدیل مثلا یحییٰ بن معین، یحیی بن سعید، ابن ابی حاتم وغیرہ) امام زہری کو مجروح، مطعون یا مردود نہیں ٹھہرایا۔جیسا کہ سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی کو مورد طعن نہیں سمجھا گیا، لہذا معترضین کا ارسال کی بنیاد پر امام زہری کو مجروح قرار دینا ان کی اپنی کم علمی، ناواقفیت اور ناانصافی کی دلیل ہے۔

مصادر اور مراجع

53 دارقطنی، علی بن عمر، سنن دارقطنی:(ص1/167)

54 دمفوہ، الدکتور، عبد اللہ، مرویات الزہری المعلۃ(ص1/50)

55 ابن عساکر مختصر تاریخ دمشق (ص23/230)

56 خطیب بغدادی، الکفایۃ فی علم الروایۃ:(386)

1. القرآن الکریم
2. ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السنن، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔
3. ابن رجب حنبلی، علل جامع الترندی، دار المعرفۃ بیروت لبنان۔
4. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری، قدیمی کتب خانہ کراچی (طبع جدید)
5. ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔
6. ابن عبد البر، حافظ، التمہید لما في المؤطا من المعاني والاسانید دار صاد، بیروت۔
7. ابن حنبل، احمد، المسند، دار احیاء التراث العربي بیروت ۱۹۹۳ء۔
8. ابن شیبہ، المصنف، بطبع المکتبۃ الشاملۃ۔
9. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار السلام، ریاض ۱۹۹۹ء، قدیمی کتب خانہ کراچی، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔
10. ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، الجامع السنن، دار السلام، ریاض، قدیمی کتب خانہ کراچی
11. حاکم نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان۔
12. دار قطنی، علی بن عمر، کتاب العلل، دار احیاء التراث العربي، ۱۹۹۲ء۔
13. دار قطنی، علی بن عمر، السنن، دار المعرفۃ بیروت لبنان۔
14. شبیر احمد عثمانی، فتح الملھم شرح صحیح مسلم، مکتبہ دار العلوم کراچی۔
15. عبد الرزاق، المصنف، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان۔
16. عبد اللہ دمفو، ڈاکٹر، مرویات الزھری المعللۃ، المکتبہ الاسلامیۃ، ریاض۔
17. مسلم، محمد بن مسلم القشیری، الصحیح، دار السلام، ریاض، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، مکتبہ رحمانی، اردو بازار، لاہور۔
18. مالک، امام، الموطاء، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی۔
19. محمود الطحان، الدکتور تیسیر مصطلح الحدیث، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی۔
20. نسائی، ابو عبد الرحمن بن شعیب، السنن الکبری، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔
21. ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔
22. ابن ابي حاتم، المراسیل، دار المعارف، مصر۔
23. ابن صلاح، ابو عمرو، مقدمۃ این صلاح و محاسن الاصلاح۔ دار المعارف، مصر۔
24. ابو حلبیہ، احمد یوسف، اصول الحدیث عند الامام مالک، کلیۃ اصول الدین الجامعۃ الاسلامیہ، غزہ فلسطین۔
25. ابن ابی حاتم، رازی، عبد الرحمن، علل الحدیث، مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، شیخوپورہ۔
26. ابن صلاح، مقدمۃ ابن صلاح في علوم الحدیث، فاروقی کتب خانہ ملتان۔
27. ابن عبد البر، حافظ، جامع بیان العلم، دار الکتب العلمیۃ۔
28. آمدی، سیف الدین، الاحکام، دار صاد، بیروت لبنان۔
29. خطیب بغدادی، الکفایہ فی علم الروایۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3, 2023

30. السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوي، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی، طبع جدید۔
31. ظفر احمد عثمانی، المحدث الفقیہ، مقدمۃ اعلاء السنن، قواعد في علوم الحدیث، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع۔
32. شافعی، محمد بن ادرس، الرسالۃ، المکتبہ العلمیہ، بیروت، لبنان
33. قاضی عیاض، مالکی، الاعمال، مکتبہ الرشید، ریاض۔
34. ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، مطبعۃ السعادۃ، الطبعۃ الأولی
35. ابن اثیر، الکامل في التاریخ، دار الکتب العربي، بیروت ۱۹۹۹
36. ابن سعد، محمد، الطبقات الکبریٰ، دار صاد، دار بیروت۔
37. ابن جریر طبری، تاریخ الامم والملوک، مؤسسۃ العلمی، بیروت
38. ابن عساکر علی بن حسن، حافظ ابو القاسم، تاریخ مدینۃ ومشق، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت لبنان، ۱۹۹۷ء
39. الذھبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔
40. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، تقریب التھذیب، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۵ء۔
41. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، تہدیب التھذیب، دار الکتب العلمیۃ ۱۹۹۴ء۔
42. ابن جوزی، جمال الدین، صفۃ الصلوۃ، دار الکتاب العربي، بیروت۔
43. ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، دائرۃ المعارف الاسلامیہ۔
44. سیوطی، علامہ جلال الدین، طبقات الحفاظ، مکتبہ وھبۃ، قاھرۃ ۱۹۸۳ء۔
45. ، حکیم، صحابہ کرام اور اہلبیت نبوت کے تعلقات اور رشتہ داریاں، تخلیقات، علی پلازہ مزنگ روڈ لاہور۔